**Majallah-yi Talim o Tahqiq**
مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

**ISSN (P):** 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 2,Vol 4,April-June,2022
شمارہ ۲، جلد ۴، اپریل—جون، ۲۰۲۲

# حلال غذا سے متعلقہ فتوی دینے کے ضوابط

*Shariah rules for Issuing Fatwa regarding Halal Food*

ڈاکٹر عبدالحمید [1]

## Abstract:

An un-predictable and miraculous speed in the field of Science and Technology in the second half of the last century and in the beginning of current century has changed almost all fields in the world which gave birth of an artificial market in which impossible things have become possible. Halal food market is one of them which is the result of materialism, monopoly in the market and having influence over the others. Eatable articles are the needs of all human beings but Muslims are addressed to have only pure and Halal eatables. In the artificial market especially eatables coming from non-Muslim's countries are always under an observation as regard purity and impurity point of views. This importance of purity in the life style of a Muslim becomes clear as all his deeds including rituals and contracts, are of no value if he uses impure things. Also learning process about Islamic position has become confined in the cover of fatwa as people always seek Islamic view by asking a mufti to pass on a religious verdict over newer emerging issue and do not bother to search the same religious position. So, the religious scholars, who pass on a fatwa, also have grip over shariah perspective and not on the generating process of eatables, packing thereof, storing and freezing them and especially the ingredients of eatables. In such situation how a mufti should pass on a religious verdict or issue a fatwa, for this purpose there are some principles which work as lens for a mufti to see into these issues from shariah perspective and this article discusses such principles which a mufti should adopt when passing fatwa regarding halal food.

**Keywords:**

Halal Food, shariah ruling, fatwa, Islamic law, methodology of fatwa

1۔ لیکچرار شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد a.hameed@iiu.edu.pk

## لیٹریچر ریویو

حلال فوڈ اور حلال غذا کے حوالے سے مختلف کتابیں، کتابچے اور پمفلٹس مارکیٹ میں موجود ہیں جن میں حلال غذا کے احکام، اجزائے ترکیبی اور مسلم غیر مسلم ممالک سے تیار شدہ ایسی غذاؤں کے بارے میں گفتگو کی گئی جن میں سے بعض ایک یہ ہیں:

1- **الحلال والحرام فی الاسلام از ڈاکٹر یوسف قرضاوی**۔ اس کتاب میں عموماوہ قواعد بیان کیے گئے ہیں جو حلت و حرمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام کا یہ امتیازی وصف ہے کہ اس نے وہ اشیا جو حرام ہیں بعض کو بمع نام حرام قرار دیا ہے اور بعض کی حرمت کی مختلف علتیں اور اسباب بیان کر دیے ہیں جن کی روشنی میں کسی بھی چیز کی حلت و حرمت کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں حلت و حرمت کے احکام بیان کیے گئے اور فتوی کے ضوابط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

2- **معاییر الحلال والحرام فی الاطعمۃ والادویہ از ڈاکٹر علی مصطفی یعقوب**۔ اس کتاب میں حرمت کے اسباب بیان کیے گئے ہیں حلت و حرمت کے حوالے سے جو ضوابط کو اختیار کرنا ضروری ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

3- **موسوعۃ صناعۃ الحلال**۔ کویت کی وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کی نگرانی میں یہ انسائکلوپیڈیا پہلی مرتبہ 2020 میں شائع ہوا جس میں حلال و حرام کے حوالے سے عرب علما کے فتاوی کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ لیکن حلت و حرمت کے بارے میں فتویٰ دینے میں مد نظر رکھے جانے والے ضوابط کا ذکر نہیں ہے۔

4- **الشروط والضوابط الشرعیہ للغذاء الحلال**: خبرہ انڈونیشیا، امانی برہان الدین، یہ مقالہ سٹیٹ اسلامک یونیورسٹی، جکارتہ کی فکلٹی آف شریعہ اینڈ لا کی زیر نگرانی شائع ہونے والے مجلہ احکام، شمارہ: 17، نومبر 2017 میں طبع ہوا۔ اس مقالہ میں بھی فتاویٰ کے ان ضوابط کا بیان نہیں ہے جو حلت و حرمت کے مسائل میں فتوی دیتے وقت مد نظر رکھے جانے چاہیے۔

## منہج بحث:

اس مقالہ میں بحث کا استقرائی طریقہ اختیار کیا گیا گا۔

## موضوع کا انتخاب؟

یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ کیا عموما شرعی مسائل کے بارے میں فتویٰ دینے کے ضوابط حلال غذا کے بارے میں فتویٰ دینے کے ضوابط سے مختلف ہیں؟ تو اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اس وقت مسائل کی نوعیت کے اعتبار سے اسلامی قانون کو مختلف حصوں میں سٹڈی کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر مسائل کی نوعیت کچھ یوں ہے کہ، عبادت کے مسائل، حدود کے مسائل، فیملی مسائل، میڈیکل مسائل، مالی مسائل، بین الاقوامی حقوق ڈسکورس کے مسائل اسی طرح دستوری اور قانون مسائل ہیں۔ اب ان تمام مسائل کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اور ہر ایک کی خصوصیات، مہارت کی کوالیفکیشن اور بنیادی ضروریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان چیزوں میں اختلاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان مسائل کی نوعیت کے اعتبار سے صرف وہ آدمی ان مسائل میں بات چیت کرنے کا اہل ہے جو اس کی بنیادی ضروریات، خصوصیات

اوراس سے متعلقہ شرعی نصوص کے فہم سے آگاہ ہے۔ورنہ"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ"[2] کی عملی صورت پیش آئے گی جو ممنوع ہے۔تو جس طرح صرف قانون کا ماہر شرعی مسائل کے بارے، میڈیکل ڈاکٹر فیملی مسائل کے بارے میں اور فیملی لاء کا ماہر بین الاقوامی قانون کے بارے میں حتمی رائے نہیں دے سکتا اسی طرح جو مفتی حلال فوڈ (Halal Food) سے متعلقہ **شرعی ضوابط** سے ناواقف ہو وہ حلت و حرمت کے مسائل میں عموما اور حلال غذا بشمول مصنوعی حلال غذا کے بارے میں شرعی رائے نہیں دے سکتا۔اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے **حلال غذا کے بارے میں فتوی دینے کے ضوابط** کو اس مقالے کا موضوع بنایا گیا ہے۔اور اس بات کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایک چیز کو عملا جب تک نہ دیکھ لیا جائے تو اس کے بارے میں شرعی رائے نہیں دی جاسکتی تو حلال غذا کے کئی ایسے مسائل ہیں جن میں عملی طور پر جب تک معائنہ نہ کر لیا جائے تو شرعی رائے دینا بسا اوقات آیت"وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ"[3] کی خلاف ورزی پر منتج ہو سکتا ہے۔

## "حلال غذا"(Halal Food)،سے مراد

حلال غذا کا یہ افلاطون جو کہ اگرچہ تصوراتی سا محسوس ہو رہا ہے لیکن اس کی طلب میں اضافہ،معاشی اعداد و شمار اور انفرادی واداروں کے مالی مفادات اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ حلال غذا کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے جس کی ایک دلیل حلال غذا کی تجارت کا حجم چھے سو پچاس ارب ڈالر سالانہ ہے جس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے[4]۔

عموما حلال غذا کا نام سن کر ماکولات و مشروبات کی طرف ذہن جاتا ہے لیکن یہ حلال غذا انتہائی محدود تصور ہے۔اب یہ تصور بیف،چکن، مٹن،ڈیری آئٹم سے بڑھ کر دوائیوں،زیب و زینت کے مواد،کاسمیٹکس،کپڑے وغیرہ تمام کو شامل ہے۔بلکہ اس اصطلاح کی وسعت کے بارے میں یہ پیشین گوئی کی جارہی ہے کہ مستقبل قریب میں اس میں زرعی مصنوعات،لائیو اسٹاک کے سپلائی،کاشتکاروں،سپلائرز،تاجروں اور صنعت کاروں سے متعلقہ آئٹمز بھی اس میں شامل ہو جائیں گی۔چنانچہ حلال غذا/فوڈ کی اصطلاح میں جو چیزیں شامل ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- ماکولات و مشروبات

---

[2] - القرآن،17:36

[3] - القرآن16:116

[4]- **مفتی شعیب عالم کا کالم بعنوان: حلال فوڈ: امکانات وخدشات**۔جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ،بنوری ٹاؤن کے مجلہ بینات میں،نومبر 2015 کو صفحہ 37 پر شائع ہوا ہے۔ اس کے مطابق بین الاقوامی تجارتی مارکیٹ میں حلال فوڈ کی تجارت کا حجم 600 ارب ڈالر سالانہ ہے اور اب بھی یہ حجم ٹریلین ڈالرز کی فیگر میں شامل ہو چکا ہے جو کہ حلال فوڈ کے اہتمام کی ایک دلیل ہے۔مجلہ کی برقی کاپی اس لنک پر موجود ہے:-https://www.banuri.edu.pk/assets/uploads/2015/10/6-MUHARRAM_1437.pdf-ایک رپورٹ کے مطابق حلال فوڈ کی تجارت کا یہ حجم 2010 میں 640 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔دیکھئے: **مقالہ بعنوان: امانی برھان الدین ،الشروط والضوابط الشرعیہ للغذاء الحلال: خبرۃ انڈونیشیا**،یہ مقالہ سٹیٹ اسلامک یونیورسٹی،جکارتہ کی فکلٹی آف شریعہ اینڈ لا کی زیر نگرانی شائع ہونے والے مجلہ احکام،شمارہ:17،نومبر 2017 میں طبع ہوا۔ص 241 اور مابعد

ہر وہ قدرتی اور مصنوعی چیز جو کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتی ہے وہ حلال غذا میں شامل ہے، مثلا، جانوروں سے ملنے والی غذائیں گوشت، دودھ وغیرہ

2- دوائیاں

دوائیاں جیسے نباتاتی ہوتی ہیں جو کہ مختلف جڑی بوٹیوں سے تیار کی جاتی ہیں اسی طرح مختلف کیمیکلز سے بھی مصنوعی طور تیار کی جاتی ہیں۔ تو جس طرح جڑی بوٹیوں میں نشہ آور چیزیں شامل ہوتی ہیں اسی طرح مصنوعی کیمیکلز میں بھی ایسے مواد پائے جاتے ہیں جو نشہ آور ہوتے ہیں اور اسی کے مطابق اس کے شرعی حکم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

3- کاسمیٹکس

مادہ پرستی کے اس دور میں اخلاقیات سے ہٹ کر اپنے ظاہری پن اور جسم وبدن کو بناو سنگھار کر کے پیش کرنے کا جو بازار گرم ہے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ کاسمیٹکس مختلف حلال و حرام مواد سے تیار کیے جاتے ہیں۔ حرام مواد سے تیار شدہ مواد کے کاسمیٹکس استعمال کرسے وضو، نماز کی ادائی اور اس جیسے کئی ایک مسائل پیش آسکتے ہیں کہ آیا ان کاسمیٹکس کی موجودگی میں عبادات جیسے کام ادا کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

4- کپڑے (ٹیکسٹائل)

حلال غذا میں کپڑوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ کیونکہ کپڑوں میں جو رنگ سازی کی جاتی ہے وہ مختلف حرام مواد سے بھی حاصل کی جاتی ہے۔ اگر ایسے مواد سے بنایا ہوا رنگ کسی کپڑے میں استعمال ہو تو اس کو پہن کر عبادات بجالائی جاسکتی ہیں اس جیسے کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑھ سکتا ہے[5]۔

ایک دین علوم کا ماہر عالم اور مفتی دین کے شرعی اصول وضوابط سے تو واقف ہو سکتا ہے لیکن حلال غذا میں شامل ان فوق الذکر چیزوں کا وہ ماہر نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں ان مذکور چیزوں کے بارے میں پوچھے گئے مسئلے کے بارے میں ایک مفتی کے لیے ان ضوابط سے آگاہ ہونا ضروری ہے جو اسے حلال و حرام کے بارے میں فتوی دینے کا اہل بنائیں تاکہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق مقاصد شریعت کی روشنی میں فتوی دے سکے، آئندہ سطور میں انہی ضوابط کو بیان کیا جارہا ہے۔

### حلال سے کیا مراد ہے؟

لفظ "حلال" عربی زبان کا لفظ ہے جو ایک خاص معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے مراد "ہر وہ چیز جس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، ممنوع نہ ہو اور نہ اس کے استعمال پر مؤاخذہ ہو"[6]۔

---

5- ایضا، ص38-39

6- علی بن محمد بن علی جرجانی، **تعریفات**، تحقیق: ابراہیم ابیاری، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع اول: 1405، ج1، ص124؛ بدر الدین محمد بن بهادر زرکشی، **البحر المحیط فی اصول الفقه**، دار الکتب العلمیه، 2000، ج1، ص128؛ **الشروط والضوبط الشرعیه للغذاء الحلال**، ص245 . **تاہم** یہاں یہ یاد رہے کہ حلال کی دین اسلام میں بہت زیادہ

**حرام سے کیا مراد ہے؟**

حرام عربی زبان کا لفظ ہے اور حلال کے متضاد ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ "ہر وہ چیز جسے استعمال کرنا منع اور حرام ہے"[7]۔

**حلال غذا کے بارے میں فتوی دینے کے ضوابط**

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ "حلال غذا" کی اصطلاح صرف ماکولات و مشروبات پر دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ ایک وسیع مفہوم پر مشتمل اصطلاح ہے جس میں مطعومات و مشروبات (Eatable) کے ساتھ ساتھ ، کپڑے (Textile)، دوائیاں (Medicine) اور زیب وزینت کے مصنوعی مواد (Cosmetics) سب شامل ہیں۔ بلکہ مستقبل میں اس اصطلاح میں زرعی اشیاء، حرفت وصنعت سے متعلقہ مزید اشیئ بھی شامل ہو جائیں گی[8]۔ چونکہ مفتیان کرام عموماً صرف اصول شریعت کے ماہرین ہوتے ہیں اس لیے انہیں مذکورہ بالا چیزوں کے پراسیسنگ نظام، اجزائے ترکیبی، فنانسنگ، سورسنگ، اسٹوریج اور مارکیٹنگ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر ایک مفتی کو ایک جامع اور مانع فتوی دینے اور شریعہ مقاصد کی روشنی میں حلت و حرمت کے مسائل سمجھنے اور فتوی دینے میں جو جوابط مددگار ہیں وہ ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں:

**پہلا ضابطہ: حرمت کے اسباب وعلت سے واقفیت حاصل کرنا**

حلال غذا کی اصطلاح میں شامل ہونے والی تمام چیزوں کی حلت و حرمت کے بارے میں فتوی دینے کے لیے ایک مفتی کے لیے ان اسباب وعلت یعنی سٹینڈرز (Standers)، کا جاننا ضروری ہے جن کو شریعت نے حرمت کا معیار قرار دیا ہے۔ حلال غذا سے متعلقہ ہر وہ چیز جو حلال اور طیب کے مقرر شدہ معیارات پر پورا اترے اسے حلال اور جو اس پر پورا نہ اترے اسے حرام قرار دیا جائے گا۔ مختلف اسلامی ممالک میں قائم شدہ حلال فوڈ اتھارٹیز نے اپنے اپنے ملک میں غذائی صنعت کی پیداوار سے تعلق رکھنے والی کمپنیوں کے لیے جو ہدایات (Guidelines) جاری کی ہیں ان میں وہ شریعہ سٹینڈرز بھی موجود ہیں جن کی پابندی کرنا اس کمپنی کے لیے لازم قرار دیا ہے[9]۔ بصورت دیگر اس کمپنی کو مختلف قانونی کاروائیوں کا سامنا کرنا پڑھ سکتا ہے۔

---

اہمیت ہے، تمام عبادات کی قبولیت کی بنیاد حلال روزی پر ہے۔ جس طرح حلال کے انسانی بدن پر اثرات مرتب ہوتے ہیں اسی طرح اس کے روحانی اثرات بھی ہیں۔ اس کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ حلال کمائی کا اللہ نے جیسے اپنے انبیاء کو حکم دیا ہے اسی طرح مومنوں کو بھی حلال کمائی کا حکم دیا ہے۔ حلال کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں سابقہ دراسات میں بیان شدہ کتابوں کے دیکھا جا سکتا ہے یہاں طوالت سے بچنے کے لیے حلال کی اہمیت وفضیلت کو اختصاراً حذف کر دیا گیا ہے۔

[7]- تعریفات، ج1، ص293

[8]- حلال فوڈ! امکانات وخدشات، ص2-3

[9]- مثال کے طور پر انڈونیشا میں حلال فوڈ لا میں جو سٹینڈرز اور گائیڈلائینز دی ہیں وہ اس لنک پر دیکھی جا سکتی ہیں:
https://www.aseanbriefing.com/news/indonesias-halal-law-takes-effect-impacting-products-services/#:~:text=As%20of%20October%2017%2C%202019,have%20until%202022%20to%20comply.

مختلف فورمز پر حلال غذا کے ان شریعہ سٹینڈرز کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا جن میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ ملک کے اندرون اور بیرون سے آنے والی حلال غذا کا شریعہ سٹینڈرز پر پورا اترنا بہت ضروری ہے تاہم جن فورمز پر اس بات کو بڑی تاکید سے اٹھایا گیا ہے ان میں سعودیہ کی قائم شدہ حلال غذا کی اتھارٹی سرفہرست ہے جس نے حلال غذا کے بارے میں پہلی بین الاقوامی کانفرنس کے ذریعے مختلف ممالک کے علما کے مابین اس مسئلہ کو پیش کیا اور بڑی تفصیل سے اس سے متعلقہ کو ڈسکس کیا[10]۔ وہ معیارات ہر پراڈکٹ کی نوعیت مثلا ماکولات و مشروبات، کپڑے، دوائیاں اور کاسمیٹکس کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں جو بہت زیادہ ہیں لیکن انڈونیشیا سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر علی مصطفی یعقوب نے اپنی کتاب معاییر الحلال والحرام میں حرام کے معیارات کی وہ علتیں[11] (Reasons) بیان کی ہیں جو ان معیارات کو حرمت کا معیار مقرر کرنے کا سبب بنی ہیں اور ان علتوں کا استحضار ہر مفتی کو فتوی دیتے وقت لازم ہے، بصورت دیگر وہ مفتی حلال غذا سے متعلقہ کسی بھی حرام پراڈکٹ کی افادیت کو دیکھ اس کی حلت کا فتوی دے سکتا ہے۔ حرمت کے معیارات کی وہ علتیں یہ ہیں:

**1- خبث یعنی خبیث مواد، 2- ضرر یعنی نقصان دہ اشیا، 3- نجاست، 4- اسکار یعنی نشہ آور اشیا 5- اور انسانی اعضا**

یہ وہ علتیں ہیں جن کی وجہ سے مختلف اشیا کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے[12] چونکہ یہ حرام چیزیں معلول ہیں اس لیے جہاں جہاں یہی علت پائی جائے گی حرمت کا وہی حکم ہر معلول صورت میں پایا جائے گا۔ چنانچہ ہر وہ قدرتی یا مصنوعی پراڈکٹ جس کی تیاری میں خبیث مواد شامل کیا گیا ہو[13]؛ انسانی صحت اور اعضا کے لیے نقصان دہ ہو یا انسانی موت کا سبب ہو؛ یا اس کی تیاری میں کسی بھی مرحلے (Stage)، میں اس میں کوئی نجس مواد شامل ہو؛ یا اس میں کوئی بھی نشہ آور مواد شامل کیا گیا ہو؛ یا اس میں انسانی اعضا کو یا ان سے بنی ہوئی کسی چیز کو شامل کیا گیا ہو اس کی حرمت کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اور اگر کسی بھی غذائی پراڈکٹ کی تیاری میں ایسا کوئی بھی مواد شامل نہیں ہے جس کا ان علتوں سے تعلق ہو تو اس کی حرمت کا فتوی نہیں دیا جائے گا[14]۔

**دوسرا ضابطہ: ماہرین سے رابطہ اور مشورہ کر کے فتوی دینا**

کسی بھی نئے پیش آنے والے مسئلہ کو صحیح سمجھنا کہ وہ کیسے پیش آیا ہے یہ مفتی کو اس کا صحیح جواب دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اس لیے مفتی کو سائل سے اچھی طرح سوالات کر کے مسئلے کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہیے تاکہ اس کا مسئلے کے بارے میں صحیح تصور بن سکے کیونکہ کسی مسئلے

---

اسی طرح سعودیہ عربیہ میں حلال سینٹر حلال فوڈ کس طرح کام کر رہا ہے اور اس کی کیا گائیڈ لائینز ہیں اس لنک پر دیکھی جاسکتی ہیں:
https://old.sfda.gov.sa/en/food/pages/halalcenter.aspx

[10]- **الشروط والضوابط الشرعیہ للغذاء الحلال**، ص252

[11]- یہ علتیں حقیقت میں وہ شرعی مقاصد ہیں جو حرام کے ارتکاب سے اجتناب کر کے جن سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ گویا کہ ان اسباب سے محفوظ رہنا شریعت کا مقصود ہے۔ دیکھئے: معاییر الحلال والحرام فی الاطعمۃ والادویہ و مستحضرات التجمیل، جمعیۃ خریجی الشرق الاوسط انڈونیشیا، 2010، ص03

[12]- ان اسباب کو حرمت کے اسباب قرار دینے کے دلائل تفصیل سے دیکھے جاسکتے ہیں یہاں طوالت سے بچنے کے لیے نظر انداز کیے جا رہے ہیں: **الشروط والضوابط الشرعیہ للغذاء الحلال**، ص247 - 254

[13] - خبث مواد سے مراد جیسے شراب، خنزیر کے گوشت کے ذرات یا کسی بھی حرام جانور کے گوشت کے ریشے ہیں جو کسی بھی چیز میں شامل کر دئے گئے ہوں۔

14- اس ضابطے کو ضابطہ نمبر چھ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لیے ان دونوں کو ایک ساتھ پڑھا جائے تو مزید وضاحت ہو جائے گی۔

کے صحیح تصور پر ہی اس کا صحیح جواب دیا جا سکتا ہے[15]۔ اور کسی بھی مسئلہ کے بارے میں تصور کو صحیح کرنے میں جو چیزیں مددگار ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مفتی اس کے جواب میں جلد بازی سے کام نہ لے بلکہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے[16] وہ مسئلہ جس فیلڈ سے تعلق رکھتا ہے اس کے ماہرین سے مشورہ کرے۔ ظاہری بات ہے کہ مفتی ایک اصول شریعت کا ماہر ہے ماہر اقتصادیات، ماہر طب یا ماہر فلکیات نہیں ہے لہذا جس نوعیت کا بھی مسئلہ ہو اسی کے ماہرین سے مشورہ کر کے اس چیز کی حقیقت کو صحیح معلوم کر کے اس کے بارے میں فتوی دے[17] بصورت دیگر فتوی میں غلطی واقع ہونے کا امکان ہے جو گناہ کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: من أفتى بفتيا بغير علم كان إثم ذلك على الذي أفتاه 18 (جس نے بغیر علم کے فتوی دیا اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہی ہوگا)۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: أجرؤكم على الفتيا أجرؤكم على النار[19] (تم میں سے فتوی پر جری ہونے والا آگ میں بھی جانے میں جری ہوگا)۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: من أفتى الناس في كل ما يستفتونه فهو مجنون[20] (جس نے لوگوں کو ہر سوال کا جواب تو وہ مجنون ہے)۔ اور ان کی اپنی حالت یہ ہوتی تھی کہ بسا اوقات کسی پوچھے گئے مسئلے کا بارے میں ایک ایک ماہ غور و فکر کرتے اور پھر اس کا جواب دیتے اور ساتھ فرماتے: اللهم ان كان صوابا من عندك وان كان خطا فمن ابن مسعود[21] (اے اللہ اگر یہ جواب درست ہے تو یہ تیری ہی توفیق سے ہوا ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میری غلطی ہے)۔ اور امام مالکؒ کا یہ حال تھا کہتے ہیں کہ إني لأفكر في مسألة منذ بضع عشرة سنة فما اتفق لي فيها رأي إلى الآن[22] (ایک مسئلہ میں دس سال سے زیادہ عرصے سے غور و فکر کر رہا ہوں لیکن ابھی تک میری اس میں کوئی رائے نہیں بن سکی)۔ یہ تمام احادیث اور آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی نیا مسئلہ پیش آئے تو مفتی تو صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جلد بازی سے اجتناب کرتے ہوئے فتوی کی انتہائی اہم ذمہ داری مد نظر رکھے تو وہ لازمی طور پر درست رائے اختیار کرنے والا بن جائے گا۔ ابن قیمؒ بھی رقم طراز ہیں: فحقيقٌ بمن أقِيمَ في هذا المنصب أن يُعِدَّ له عُدَّته، وأن يتأهب له أهْبَتَه، وأن يعلم قَدْرَ المقام الذي أُقيمَ فيه، ولا يكون في صدره حرج من قول الحق والصَّدْع به؛ فإن اللَّه ناصرُه وهاديه، وكيف وهو المنصب الذي تولَّاه بنفسه ربُّ الأرباب[23] (حق بات یہی ہے کہ جو آدمی بھی اس منصب کو اختیار کرنا چاہے وہ اس کی صحیح تیاری کرے اور اس علم کی قدر و منزلت جانے جس کو اس نے اختیار کیا ہے، اور اس کے سینے

---

15- فقہی قاعدہ: "**الحكم على شئ فرع عن تصوره**" اسی پر دلالت کرتا ہے۔ دیکھئے: شرح الاصول من علم الاصول، ص604

16- احمد بن علی خطیب بغدادی، **الفقيه والمتفقه**، دار ابن جوزی، 1417ھ، ج2، ص387؛ محمد بن ابو بکر ابن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الجبل، بیروت، 1973، ج4، ص143

17- مسفر قحطانی، منہج استخراج الاحکام الفقہیہ للنوازل والمستجدات، ڈاکٹریٹ کا یہ نتیجہ ام القریٰ یونیورسٹی میں 2000ء میں پیش کیا گیا۔ ص350

18- الفقيه والمتفقه ج2، ص328؛ سنن ابو داود، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا، حدیث نمبر: 3649

19- ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن امام دارمی، سنن دارمی، دار المغنی، سعودیہ، طبع اول: 1412ھ مقدمہ، باب الفتیا وما فيه من الشدة، ج1، ص69

20- الفقيه والمتفقه ج2، ص416؛ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، دار ابن الجوزی، طبع اول: 1414ھ ج2، ص1124

21- اعلام الموقعین ج1، ص64

22- تدریب المدارک ج1، ص178

23- اعلام الموقعین، ج1، ص2

میں سچی بات کو اپنانے اور کہنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہونی چاہیے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوگا اور اسکی رہنمائی کرے گا اور یہ ایسا منصب ہے جو خود اس باری تعالیٰ نے اختیار کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[24] (اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔)۔ان تمام احادیث اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی کو اگر کسی چیز کی اصلیت اور حقیقت کا علم نہیں ہے تو اس چیز کے ماہرین سے مشورہ اور رابطہ کرے تاکہ حقیقت معلوم کرنے کے بعد اس کے بارے میں صحیح رائے اختیار کر سکے۔ لہذا حلت حرمت کے حوالے جو چیز حلال غذا میں شامل ہے اس کا تعلق اگر ادویہ سے ہے تو ماہرین ادویہ سے رابطہ کرے اور اسی طرح اگر اس کا تعلق کاسمیٹکس، ٹیکسٹائل یا ماکولات و مشروبات سے ہے تو اسی چیز کے ماہرین سے رابطہ کرے اور پھر مسئلے کا جواب دے تاکہ فتوی کی صحیح معنوں میں ذمہ داری ہو سکے۔

### تیسرا ضابطہ: حلال غذا کی کسی پراڈکٹ کو معائنہ (Inspection) کر کے فتوی دینا

**حلال غذا کے بارے میں فتویٰ** دینے کا تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی پراڈکٹ کی حلت حرمت کے بارے میں شک وشبہ پیدا ہو جائے خاص طور پر جس کا تعلق اس کے پروسیجر سے ہو اور جب تک خود معائنہ نہ کر لیا جائے تو اس کی حرمت وحلت کا فتوی نہیں دیا جا سکتا ہے۔ سابقہ ضابطے کا تعلق کسی چیز کی ماہیت سے تھا کہ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں اور ان میں کیا کوئی ایسا مادہ تو نہیں پایا جا رہا جو حرمت کے سابقہ بیان شدہ معیارات کی علتوں میں کسی ایک سے تعلق رکھتا ہو۔اس تیسرے ضابطے کا تعلق اس چیز کی تیاری کے مراحل سے ہے کہ اس کو بنانے کا طریقہ کار کیا ہے، اس کو محفوظ (Store) کیسے کیا جاتا ہے ۔ گویا اس کو بنانے کا پراسس کیا ہے اس ضابطے میں اس چیز کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔اور جب تک اس کا معائنہ نہ کر لیا جائے تو اس کا علم حاصل نہیں ہوگا اور بغر علم کے فتوی دینا گناہ کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: من أفتى بفتيا بغير علم كان إثم ذلك على الذي أفتاه [25] (جس نے بغیر علم کے فتوی دیا اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہی ہوگا)۔مثال کے طور پر آج کل یورپی ممالک کو دیکھا دیکھی ہاتھ کے ساتھ جانور ذبح کرنے کو کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ اس طرح صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا ناممکن ہے تو مشینی ذبح کا رواج عام ہو رہا۔اب جانور کو مشینی طریقے سے ذبح کرنے کے مختلف طریقے ہیں[26]۔ چھوٹے جانور مثلا مرغی کو ذبح کرنے کا الگ طریقہ ہے اور بڑے جانور جیسے بیل اور گائے ہے ان کو ذبح کرنے کا طریقہ الگ ہے۔ چھوٹے جانوروں کو ایک کثیر تعداد میں تیز دھاری دھار چین کے سامنے سے گزار کر انکو ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کرنے والی مشین چلاتے وقت شروع میں ہی ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھ لی جاتی ہے اور کثیر تعداد میں جانور ذبح ہو جاتے ہیں جبکہ بڑے جانوروں کو ایک ایک کر کے ذبح کیا جاتا ہے جن کے گلے پر نہیں بلکہ بسا اوقات گردن کی جانب سے چھری چلائی جاتی ہے جس سے دم مسفوح بہنے سے پہلے ہی جانور کی موت واقع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جانوروں کے اس ذبح کرنے کے پراسس کو جب تک ایک مفتی دیکھ نہ

---

24-سورہ القرآن 16 : 43

25-الفقیہ والمتفقہ ج2، ص328؛ سنن ابوداود، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا، حدیث نمبر: 3649

26-راقم کا ایک مقالہ بعنوان: اسلامی اور یورپی طریقہ کار ذبح میں فرق پر طبع ہو چکا ہے جس میں مشینی ذبح کے طریقوں کو تفصیل سے بیان کر کے اس کا شرعی حکم بیان کیا گیا درج ذیل لنک پر یہ مقالہ دیکھا جا سکتا ہے:

https://jihat-ul-islam.com.pk/journal/index.php/jihat-ul-islam/article/view/164

لے تو وہ صرف سائل کے بیان کردہ سوال کی بنیاد پر فتوی دے دے تو اس سے غلطی سرزد ہونے کا قوی امکان ہے لہذا اس ضابطے کے تحت مفتی کو کوئی بھی چیز جس کی تیاری کا کوئی خاص پراسس ہو جب تک اسے دیکھ نہ لے تو اسے فتوی دینے سے گریز کرنا چاہیے۔

یہاں مولانا مفتی غلام رسول سعیدیؒ[27] نے اپنے ایک دوست کا مشینی ذبح کے طریق کار چشم دید واقعہ ذکر کیا ہے جو بیان کے لائق ہے، فرماتے ہیں: "ہمارے ایک دوست مفتی محمد رفیق حسنی–زید لطفہم۔ دو سال پہلے آسٹریلیا کے کسی شہر میں اس غرض سے گئے کہ وہاں جا کر یہ دیکھیں کہ مشینی ذبیحہ کا کیا طریق کار ہے اور آیا مشینی ذبیحہ حلال ہے یا نہیں! انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہاں کی ایک کمپنی جو مسلم اور غیر مسلم ممالک میں گوشت سپلائی کرتی ہے اس نے مسلمانوں کے لیے مسلمان ذابح رکھا ہے اور عیسائیوں کے لیے عیسائی ذابح رکھا ہوا ہے، نیز چھوٹے جانور مثلاً بکرا، دنبہ اور بچھڑے کو ذبح کرنے کا اور بڑے جانوروں کے ذبح کرنے کا الگ الگ طریقہ کار ہے، چھوٹے جانوروں کا ایک ریوڑ مشین کے اندر اس طرح داخل کیا جاتا ہے کہ اس کے خانہ بتدریج تنگ ہوتا جاتا ہے حتی کہ آخر میں اس خانے کے اندر صرف ایک جانور رہ جاتا ہے وہاں مشینی عمل سے اس کے سر میں ایک سوئے کی ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہاں ایک مسلمان شخص کھڑا ہوتا ہے جو اس کے بے ہوش ہوتے ہی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے، چھری پھرنے سے باقاعدہ اس کی رگیں کٹتی ہیں اور اس کا خون بہتا ہے۔ مفتی صاحب نے یہ بھی اطمینان کر لیا کہ وہ جانور اس سوے[28] کی ضرب سے باقاعدہ بے ہوش ہوتا ہے مرتا نہیں، انہوں نے اس بے ہوش شدہ جانور کو مشین سے نکلوایا تو وہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑے جانور کو سوا مار کر بے ہوش نہیں کیا جاتا بلکہ مشینی عمل سے جانور کا سر صرف ایک خانہ میں پھنس کر باہر نکل آتا ہے دراں حالیکہ اس کا سر آسمان کی جانب ہوتا ہے اور مسلمان ذابح اس کے گلے پر فوراً چھری پھیر دیتا ہے جس سے اس کی مطلوبہ رگیں کٹ جاتی ہیں اور خون بہہ جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس طریقہ کار کے جواز کا فتوی اس کمپنی کو لکھ کر دے دیا اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل تمام دنیا میں مشینی ذبیحہ کا یہی طریقہ کار ہے سو اگر ایسا ہی ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے"[29]۔

اس فتوی میں جو طریقہ کار بیان کیا گیا ہے وہ مشاہدہ کرنے کے بعد بیان کیا گیا ہے اور ایک مفتی کا یہی طرز عمل ہونا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی مفتی اس کا مشاہدہ کیے بغیر ہی فتوی دے تو وہ یہی بات سن کر ہی حرمت کا فتوی دے سکتا ہے کہ جب اس جانور کو سوے کی ضرب لگی تو ہو سکتا ہے وہ طبعی موت ہی مر گیا ہو چونکہ ذبح کے بعد موت واقع ہونے اور سوے کی ضرب سے موت واقع ہونے میں شک ہے لہذا احتیاطاً حرمت کا فتوی دے دیا جائے گا۔ یہ طریقہ کار ایک مفتی کے لیے نامناسب ہے۔ لہذا اس ضابطے کو اپناتے ہوئے کسی بھی حلال غذا کی پراڈکٹ کے بارے میں فتوی دینے سے پہلے اس کے تیاری کے مراحل کا مشاہدہ کر لے تاکہ فتویٰ دینے کے حوالے سے اس کا صحیح تصور بن سکے اور نتیجۃً فتوی جامع مانع صادر ہو سکے۔

---

[27]- علامہ غلام رسول سعیدی اہل سنت و جماعت کے نمائندہ عالم دین اور ایک عظیم محقق ہیں۔ آپ کراچی پاکستان کے باشندہ ہیں۔ ایک بڑے مشہور مدرسے کے شیخ الحدیث ہیں۔ ان کی دو کتابیں شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی وفات 79 برس کی عمر میں مورخہ 5 فروری 2016ء انتقال کر گئے، علامہ سعیدی کی تدفین جامع مسجد اقصیٰ کے احاطے میں کی گئی۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/مفتی_غلام_رسول_سعیدی

[28] - تیز نوک دار آلہ

[29]۔ شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی۔ (فرید بک سٹال: لاہور) ج6، ص122، 124

### چوتھا ضابطہ: اجزائے ترکیبی دیکھ کر فتویٰ دے

حلال غذا کے حوالے سے فتویٰ دینے کا چوتھا ضابطہ یہ ہے کسی بھی حلال غذا کی حلت و حرمت کے بارے میں اگر سوال کیا جائے تو ایک مفتی کی یہ ذمہ داری ہے اس چیز کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں پوچھے کہ وہ کیا ہیں۔ کسی چیز پر "حلال" لفظ کا لکھا ہونا اس کی حلت کی دلیل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اجزائے ترکیبی کی ماہیت جان کر حلت و حرمت کا فتوی دیا جائے گا۔ یعنی حلال غذا کی کسی بھی پراڈکٹ کے بارے میں اگر اس کا نام لے کر (By name)، اس کی حلت و حرمت کے بارے میں پوچھا جائے تو اس کے بارے میں فتوی نہ دیا جائے، عین ممکن ہے کہ ملکی سطح پر جو چیز ایک نام سے تیار کی جارہی ہے وہی چیز امپورٹ بھی کی جارہی ہو یا ایک ہی چیز ایک مسلم ملک میں اور وہی چیز کسی غیر مسلم ملک سے منگوائی جارہی ہو اور دونوں کا فارمولہ اور اجزائے ترکیبی الگ الگ ہوں تو ایسی صورتحال میں ان کے بارے میں فتوی انکے اجزائے ترکیبی کی بنیاد پر ہوگا نہ کے ان چیزوں کے نام پر۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ ایک چیز کا نام تو "اسلامی" ہو جیسے کہ سودی بنکوں میں موجود سیونگ اکاونٹ میں ملنے والے سود کو کبھی منافع اور کبھی "حلال منافع" کہہ دیا جائے تو یہ اس کی حلت کی دلیل نہیں ہوگی بلکہ وہ حرام ہی رہے گا۔ گویا ناموں پر نہیں بلکہ طریقہ کار اور مقاصد کو جان کر فتویٰ دیا جائے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس چیز کا نام لے کر سوال کیا گیا ہے مفتی صاحب کو اس کا علم ہی نہ ہو کہ وہ چیز دنیا میں پائی بھی جاتی ہے کہ نہیں، لہذا اس چیز کے اجزائے ترکیبی پوچھ کر فتوی دیا جائے گا صرف نام پر فتوی نہیں دیا جائے گا الا یہ کہ اس چیز کی حلت و حرمت پر تحقیق ہو چکی ہو اور وہ چیز لوگوں کے مابین مشہور ہو چکی ہو۔ جیسا کہ فقہی قاعدہ بھی ہے: العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لاللالفاظ والمباني [30] (معاملات اور عقود میں اعتبار مقاصد اور مفاہیم کا کیا جائے گا ظاہری الفاظ اور ظاہری شکل صورت پر کسی معالے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا)۔

چنانچہ حلال غذا کے بارے میں اگر کوئی سائل کسی پراڈکٹ کا نام لے کر سوال کرے تو اس کے اجزائے ترکیبی پوچھ کر فتوی دیا جائے گا صرف اس کے نام پر فتوی نہیں دیا جائے گا۔

### پانچواں ضابطہ: نصوص حلت و حرمت کا استحضار

**نصوص شریعت:** وہ سب سے پہلا شرعی ماخذ ہیں جن سے کسی چیز کی حلت و حرمت حاصل (Drive) کی جاتی ہے۔ اگر کسی چیز کی واضح حرمت یا حلت کسی نص شرعی میں ثابت ہو جائے تو اس کی حلت و حرمت کے بارے میں مزید اجتہاد سے کام لینے کی بجائے اسی نص کے مطابق فتوی دیا جائے گا[31]۔ مثلا خنزیر کی حرمت پر نصوص موجود ہیں، سود، غیر اللہ کے نام پر مذبوح جانور یا منذور چیزیں، دم مسفوح اور ان کے علاوہ وہ اشیا جن کی حرمت واضح اور قطعی نصوص میں وارد ہوئی ہے انہی نصوص کی روشنی میں فتویٰ دیا جائے گا مزید اجتہاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جن چیزوں کی حلت و حرمت کے بارے میں واضح نصوص نہیں ہیں ان کی حلت و حرمت معلوم کرنے کے لیے مختلف سورسز کو بروئے کار لایا جائے گا۔

---

[30]- دیکھئے: عبدالرحمن بن ابو بکر سیوطی، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع سال: 1403ھ، ج1، ص166؛ شیخ زین العابدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع 1400ھ، ج1، ص27

[31]- محمد بن ادریس امام شافعی، جماع العلم، دارالتکب العلمیہ، طبع اول: 1405ھ ص11؛ مجموع الفتاوی، ج7، ص20

وہ شرعی نصوص جن کا چیزوں کی حلت و حرمت کے ساتھ تعلق وہ انتہائی کم ہیں جن سے واقفیت، ان میں موجود مسائل اور ان کے ٹیکسٹ کا استحضار مفتی کو ہر وقت ہونا لازمی ہے۔ خصوصا وہ نصوص جن میں ایک غیر مسلم یہودی یا عیسائی کے ذبیحہ کو بھی ہمارے لیے حلال قرار دیا گیا ہے ان سے مراد کونسا عیسائی یا یہودی ہے اور کیا عصر حاضر کے عیسائی اور یہودی بھی اس میں شامل ہیں ان مسائل کو جاننا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ غیر مسلم ممالک سے آنے والا گوشت عموما مشینی ذبیحہ ہوتا ہے اور عموما جن مشینوں سے ان جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے ان کے آپریٹر غیر مسلم یہودی یا عیسائی ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان نصوص کی تفسیر میں وہ غیر مسلم جو یہودی یا عیسائی نہیں ہے مثلا کوئی مجوسی یا بدھ مت ہے اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے اس بارے میں قدیم اور معاصر علما کی آرا کا ایک مفتی کو عصر حاضر کی حلال غذا کے بارے میں فتوی دینے کے لیے ضروری علم ہونا چاہیے۔

**چھٹا ضابطہ: حرمت حلت کے امتزاج کے قواعد سے واقفیت**

حلال غذا کی صنعتی مارکیٹ میں جس قدر مصنوعی چیزوں کی تجارت کا طوفان آیا ہوا ہے اس میں کسی چیز کی حلت و حرمت معلوم کرنا ایک فرد واحد کے لیے ہی نہیں بلکہ وہ ادارے جو باقاعدہ حلال سرٹیفکیشن کے نام سے کام کر رہے ہیں، بسا اوقات وسائل کی کمی، مطلوبہ آلات کی کمی اور لیبارٹیریز کی کمی کی وجہ سے ان کے لیے بھی کسی غذائی پراڈکٹ کی حلت و حرمت کو جانچنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور جب ایسی غذائیں غیر مسلم ممالک سے یا کسی غیر مسلم کی تیار شدہ امپورٹ کی جائیں تو پھر حلال و حرام کی جانچ پڑتال مزید مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ ایک غیر مسلم نہ تو اسلامی تعلیمات کا اپنے آپکو مخاطب سمجھتا ہے اور اور نہ اس کے کسٹمرز مسلمان ہیں بلکہ وہ تو مادہ پرستی کے اس دور میں مادیت، منافع خوری اور استحصال کس طرح سے زیادہ سے ؟؟؟ یا جا سکتا ہے کے تحت ہر وہ چیز مصنوعی غذا میں ڈالے گا جس سے اس غذا کی ڈیمانڈ میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا وہ کبھی بھی حرام مواد استعمال کرنے سے نہیں کترائے گا بلکہ وہ اجزائے ترکیبی جو حرام مواد والے ہیں ان کے بارے میں وہ مبہم سا فارمولہ یا غیر واضح الفاظ لکھے گا جو صارفین کی توجہ کا کبھی بھی مرکز نہیں بنے گا اور بسا اوقات اگر وہ حرام مادہ صفر کی مقدار سے کم ہو تو اس کو لکھا ہی نہیں جاتا۔ ایسی صورتحال میں وہ فقہی قواعد جو ایسی غذاؤں کے بارے میں رہنمائی کرتے ہیں جن میں "قلیل حرام" شامل ہو یا وہ فقہی قواعد جن میں "قلیل مقدار کو معدوم" قرار دیا گیا ہے یا "قلیل معاف" شدہ ہے جن میں کہا گیا ہے ان کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے[32]۔ ایسی صورتحال میں ان فقہی قواعد کی تعبیرات، تفسیرات اور تطبیقات سے ناواقف مفتی حلال و حرام کے بارے میں فتوی دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔ مجموعی طور پر اس وقت دو نقطہ ہائے نظر پائے جا رہے ہیں ایک میں ایسی صورتحال میں قلیل حرام کو استعمال کرنے کی گنجائش دی گئی ہے تو دوسرے میں قلیل حرام پر مشتمل غذا کو استعمال کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی صورتحال میں فتوی کیسے دیا جائے گا؟ تو ایسی صورتحال میں "قلیل" کو متعین کرنا ضروری ہے بصورت دیگر مفتی اہلیت کے معیار پر پورا نہیں اترے گا۔ اور جس حد تک قلیل مقدار کو متعین کرنے کا تعلق ہے تو چونکہ حرمت کی کئی علتیں ہیں اور اسی طرح سے جو قلیل عبادات میں معفو کے درجہ پر ہے وہ معاملات میں ساقط نہیں ہوتا اور جو قلیل طہارت میں معفو

---

[32]- اس حوالے سے محمد بن سراح کی کتاب إذا اجتَمَع الحلالُ والحرامُ غُلِّبَ الحرامُ کا مطالعہ مفید رہے گا۔ دار الصمیعی، ریاض، طبع 1436؛ محمد مصطفی زحیلی، کتاب القواعد الفقهیه وتطبیقاتها فی المذاهب الاربعة، ج 2، ص592، قاعدہ: 171؛ ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ج1، ص109؛ سیوطی، الاشباہ والنظائر، ج 1، ص105

کے درجے پر ہے وہ ماکولات و مشروبات میں معفو کے درجے پر نہیں ہے[33]،اسی طرح بسا اوقات کئی حرام چیزوں کا اندرونی استعمال حرام ہوتا ہے مگر بیرونی استعمال جائز ہوتا ہے۔تو ان تمام نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ علتیں جو کسی چیز کی حرمت کا سبب بنتی ہیں ان کا اعتبار کیا جائے گا۔مثلاً ضرر مجموعہ میں شامل ہو کر معدوم ہو جائے تو استعمال جائز ہے[34]۔ اگر کسی چیز میں چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک شامل ہو تو وہ پراوڈکٹ نجس ہونے کی بنا پر حرام ہے، اگرچہ شراب کی مقدار نشہ کی حد تک نہ پہنچتی ہو اور اگر نشہ کی حد تک چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک شامل ہے تو سکر کی وجہ سے بھی اس کا استعمال حرام ہے۔اگر چار شرابوں کے علاوہ کوئی شراب شامل ہو اور پروڈاکٹ مسکر نہ ہو اور نجس مادہ کی جناست اصل چیز میں شامل کرنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہے[35]۔ لہذا ایسی غذائیں جن میں قلیل حرام شامل ہو ان کے بارے میں فتوی دینے کے لیے حلال و حرام کے امتزاجی صورتوں کے احکام، فقہی قواعد اور اسباب حرمت سے مفتی کا واقف ہونا نہایت ضروری ہے[36]۔

### ساتواں ضابطہ: معاصر اضطراری صورتوں سے واقفیت

سابقہ ضابطہ سے ملتا جلتا ضابطہ جس سے ایک مفتی کا واقف ہونا لازمی ہے، یہ ہے کہ وہ صورتیں جن میں استثنائی حالات میں شرعی احکام خصوصاً حرمت کے باب میں کچھ شروط و قیود کے تحت رخصت مل جاتی ہے[37]، عصر حاضر کے تناظر میں عملی صورتوں سے ایک مفتی کا واقف ہونا ضروری ہے۔اسلام کا یہ ایک امتیازی پہلو ہے کہ اس میں انسانی جان کی حفاظت ہر حالت میں یقینی بنائی گئی ہے[38]۔چونکہ انسانی جان کے بقا کے لیے کھانا پینا ضروری ہے اور اگر حلال نہ ملنے کی وجہ سے کسی آدمی کی جان نکل رہی ہو تو اسے اس قدر حرام کھانے کی اجازت ہے کہ وہ اپنی جان بچا سکے۔ چونکہ مصنوعی غذاؤں میں حرام مواد کی امیزش کے آثار ہوتے ہیں اور خاص طور پر دوائیوں میں الکحل کے استعمال کو بسا اوقات ضروری سمجھا جاتا ہے بصورت دیگر ان ادویہ کے استعمال کی مدت جلد ختم ہونے کا خطرہ ہے یا کم از کم استعمال کی نوبت آنے سے پہلے ہی یا مطلوبہ مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی اس کی میعاد ختم ہو سکتی ہے جس کو عصر حاضر کے تناظر میں اضطراری صورت میں شامل کیا جا سکتا ہے خصوصاً جب اس میں نشہ نہ رہے۔تو ایسی صورتوں سے واقفیت حاصل کرنا اور وہ نصوص شریعت جو استثنائی صورتوں کے بارے میں رہنمائی دیتی ہیں ان کا استحضار ایک مفتی کے لیے حلال

---

[33]- حلال فوڈ! امکانات وخدشات، ص 3-7

[34]- دیکھئے: https://www.islamweb.net/ar/fatwa/118201 حكم-تناول-الأطعمة-التي-يحتمل-أن-تضر-بالجسم-اسی طرح سے یہ فتوي دیکھیں: https://www.islamweb.net/ar/fatwa/243421/ هل-كل-ضار-من-الأطعمة-يحرم-أكله

[35]- دیکھئے: https://islamqa.info/ar/answers/201520/ حكم-المطعومات-والمشروبات-المخلوطة-بالخمر-اسی طرح سے یہ فتوی بھی دیکھئے : https://www.islamweb.net/ar/fatwa/377962/% حكم-تناول-طعام-يحوي-نسبة-ضئيلة-من-الكحول ؛ https://www.okaz.com.sa/article/302761

[36]-حلال فوڈ! امکانات وخدشات، ص 3-7۔اس مقالہ میں قلیل حرام کے حوالے سے مکمل تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

[37]-قرآن پاک میں مختلف سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان کیا ہے: فمن الضطر غير باغ ولا عاد: 2:173؛5:3؛6:145؛16: 115

[38]-انسانی جان کی حفاظت ان اعلی مقاصد میں سے ایک مقصد ہے جن کی حفاظت کی خاطر شریعت کا نزول ہوا ہے۔حرام کو انسانی جان کی حفاظت کی خاطر کھالینا بھی اسی کی ایک عملی صورت ہے۔

غذا کے بارے میں فتویٰ دینے کے لیے ضروری ہے۔ تاکہ وہ عام حالات کے ساتھ ساتھ خاص اور استثنائی حالات کو معلوم کر کے شریعت کے اس وصف کے تناظر میں فتوی دینے کا اہل ہو سکے۔

### آٹھواں ضابطہ: علاقائی حلال فوڈ اتھارٹیز سے واقفیت

عموماً وضعی قانون کے بارے میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ چونکہ یہ انسانوں کی اختراع ہے اس لیے یہ خدائی قوانین سے ہٹ کر، شریعت سے متصادم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ایک نامناسب رویہ ہے جس نے عموماً لوگوں کی یہ تربیت کی ہے کہ جیسے ہی کسی بھی وضعی قانون کے بارے میں بات چیت کی جاتی ہے اسے فوراً کفریا کفریہ قانون قرار دیا جاتا ہے۔ اور یہ بالکل سطحی سی بات ہے۔ وہ قانون جو نصوص شریعت کی موجودگی میں ان کے موافق ہو اور نصوص شریعت کی عدم موجودگی میں اسلام کے بنیادی قواعد اور اس کی روح سے متصادم نہ ہو اسے شریعہ قانون کہا جاتا ہے۔ لہذا حلال غذا کے بارے میں ایسے قوانین اور سٹینڈرز جو مختلف حلال غذا تیار کرنے والے اداروں نے مرتب کیے ہیں ان میں اگر ایسی کوئی بات نہیں پائی جا رہی جو اسلامی قوانین سے اور اس کی روح سے متصادم نہ ہو انہیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونی چاہیے۔ ایک ایسا فتوی جس میں شرعی نصوص کا حوالہ دیا گیا ہو اور ساتھ ساتھ اس میں ملکی قوانین یا حلال غذا کے اداروں کے ایسے سٹینڈرز کا حوالہ دیا گیا ہو جو اسلامی قوانین اور اسلامی روح کے عین موافق ہیں فتوی میں قانون کی طرح قوت نفاذ پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے شرعی اور ملکی قوانین میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ایک مفتی کا خاص طور پر اپنے علاقے اور ملک میں قائم حلال فوڈ اتھارٹیز کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا اور اسلامی ممالک میں اور غیر اسلامی ممالک میں حلال فوڈ اتھارٹیز کے سٹینڈرز اور گائیڈ لائنز کے بارے میں عموماً معلومات رکھنا فتوی کی اہمیت کو حلال و حرام کے بارے میں بڑھانے اور ملکی قوانین سے ہم آہنگی پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

### نواں ضابطہ: حلت و حرمت کے بارے رہنمائی کرنے والے مواد سے واقفیت

اہلیت افتا میں جو چیزیں مددگار ثابت ہوتی ہیں ان میں ایک وہ امہات الکتب جو اس فیلڈ سے خصوصاً تعلق رکھتی ہیں ان کی تعلیم و تعلم، ممارست اور بار باران کا مطالعہ کرنا شمار کیا جاتا ہے۔ ہر ایسا مواد جو کسی بھی فیلڈ سے تعلق رکھتا ہو اس سے واقفیت رکھنا، اس سے اپ ڈیٹ رہنا اور اس فیلڈ سے متعلقہ کیا نئے مضامین ہیں، مختلف ممالک میں اس فیلڈ سے متعلقہ کون ماہرین ہیں اور وہ ان جدید چیزوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں ایک مفتی کو ان چیزوں سے واقفیت رکھنا اور پھر ان کے بارے میں غور و فکر کرنا فتوی دینے کی اہلیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بات بھی علم میں آ جاتی ہے کہ مختلف ممالک میں اور مختلف علاقوں میں کون سے ماہرین ہیں ان سے موقع محل کے مطابق ضرورت پڑنے پر رابطہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جب حلال غذا کی بات آتی ہے تو ہر ایسی کتاب، ویب سائیٹ پر دی گئی معلومات، ماہرین حلال غذا، ایسی کمپنیاں جو حلال غذا تیار کر رہی ہیں ان کے پمفلٹس، بروشر، ان کی پراڈکٹس پر دی گئی ہدایات، ان کے تیار کردہ سٹینڈرز، اجزائے ترکیبی سے واقفیت رکھنا ایک مفتی کو حلال غذا کی کسی بھی پراڈکٹ کی حلت و حرمت کو بآسانی معلوم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ خصوصاً جن ممالک میں حلال غذا کی اتھارٹیز قائم ہو چکی ہیں، باقاعدہ کام کر رہی ہیں ان کے سٹینڈرز سے واقفیت رکھنا بہت ضروری ہے اور خاص بطور خاص اس چیز کی اہمیت اس وقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب کسی غیر ملک کی تیار کی گئی حلال غذا کی کسی پراڈکٹ کی حلت و حرمت کے بارے میں پوچھا جائے تو جب تک اس ملک کی قائم شدہ

حلال فوڈ اتھارٹی، اس کے سٹینڈرز اور خصوصا اس کمپنی کے سٹینڈرز اور ہدایات جس کی پراڈکٹ کی حلت و حرمت کے بارے میں پوچھا گیا ہے، معلوم نہ ہوں تو اس کے بارے میں دیا گیا فتویٰ ناقص ہوگا۔ اس لیے اس ضابطہ کے تحت وہ چیزیں جن سے حلال غذاؤں کے بارے میں معلومات ملتی ہوں اور خصوصا جب ان کے بغیر فتویٰ دینا ناممکن ہو تو ایسی تمام چیزوں سے آگاہ ہونا لازم ہے، مثلا وہ کتابیں جن سے واقفیت رکھنا اور بار بار ان کی ممارست اور مطالعہ ضروری ہے ان میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی کتاب **الحلال والحرام فی الاسلام** شامل ہے جس میں اسلام کی امتیازی خوبی حلت و حرمت کے بنیادی قوانین، ثانوی قوانین، استثنائی حالات میں حلت و حرمت کے احکام، غیر مسلم یہودی اور عیسائی لوگوں کے تیر کردہ کھانوں اور ذبیحہ کے بارے میں اسلامی احکام مرتب کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح حلت و حرمت کے حوالے سے فتویٰ دینے کے لیے **موسوعۃ صناعۃ الاغذا** کتاب کا مطالعہ، اس کی ممارست اور اس کی عملی تطبیقات ضروری ہیں۔ اس کتاب میں عصر حاضر کے مسائل غذاؤں کے اعتبار سے فتویٰ کی شکل میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب حلال غذا کی حلت و حرمت کی معلومات کے علاوہ افدی کے لیے اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ کتاب مختلف علما کے فتاوی پر مشتمل ہے اس لیے اس کے مطالعہ سے حلت و حرمت کے حوالے سے فتوی دینے کا طریقہ اور ہر موضوع کے بارے میں اس کی حلت و حرمت کے دلائل کیا ہیں، معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ادارے اور فقہ اکیڈمیز [39] جو عموما حلال غذا کے حوالے سے مختلف ورکشاپس، سیمینارز، کانفرنسز، ماہانہ یا سالانہ مجلہ صادر کرتے ہیں اور جو ادارے خصوصا مفتیان کرام کی نئے مسائل سے آگاہی دینے کے لیے ٹریننگ پروگرامز کا انعقاد کرتے ہیں اس سے رابطہ رکھنا اور ان کے ایسے پروگرامز جو خصوصا حلال غذا کے عنوان پر منعقد ہوں ان میں شرکت کرنا ایک مفتی کی حلت و حرمت کے مسائل کے بارے میں فتوی دینے کی اہلیت میں خاطر خواہ اضافہ کے سبب بنتے ہیں [40]۔ لہذا اس ضابطہ کے تحت مفتی کو حلت و حرمت کے مسائل کے بارے میں فتوی دینے کے کم از کم معیار پر پورا اترنے کے لیے اس ضابطہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

### دسواں ضابطہ: غذاؤں کے بارے میں منہج احتیاط اختیار کرنا

شریعت نے ان چیزوں کا نصوص میں واضح طور پر یا اصولی طور پر احاطہ کیا ہے جن کو ماکولات مشروبات میں حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کی حرمت پر نہ دلیل ہے اور نہ وہ مؤدی الی الفاسد والحرام ہے اسے حلال قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے ان حرام چیزوں کو جن کا احاطہ کیا گیا ہے، بیان کرے ان کے علاوہ تمام چیزوں کو حلال اور استعمال کرنا جائز قرار دیا ہے۔ استصحاب الحال اور الاصل فی الاشیا الاباحۃ فقہی قواعد اسی بات پر دلالت کر

---

39- اس حوالے سے شریعہ اکیڈمی کا کردار نہایت اہم ہے جو کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا ایک ذیلی ادارہ ہے جس کے مقاصد میں اسلامی اور وضعی قانون کے حوالے سے مختلف پروگرامز اور سیمینار کا انعقاد کرنا ہے۔ اسی نوعیت کی ایک ورکشاپ دو روز 26-27 جون 2021 کو کروائی گئی جس میں حلال فوڈ انڈسٹری کے بارے میں معلومات دی گئی۔ اسی طرح **سنحا** حلال ایسوسی ایٹس پاکستان کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ اسی طرح حلال فاؤنڈیشن کا بھی کردار نہایت اہم ہے جو کہ وقتا فوقتا حلال فوڈ کے حوالے سے پروگرامز کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح سے جامعۃ الرشید میں بھی اسی موضوع پر مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

40- صناعۃ الحلال انسائکلوپیڈیا میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ چونکہ حلال غذا ایک نیا موضوع کے طور پر سامنے آیا ہے اور فتویٰ کے ادارے کے ت پاس ایسے آلات ناپید ہیں جن کی بدولت کسی بھی غذا کی حلت و حرمت کو پرکھا جاسکتا ہو اس لیے افتا کے ادارے کو اس حوالے سے ایسے مفتیان کرام تیار کرنے کی ضرورت ہی جو حلت و حرمت کے مسائل میں صحیح عبور رکھتے ہوں۔ اس قابلیت کے لیے ورکشاپس، سیمینارز، کانفرنسز اور ایسی قسم کے تمام دورہ جات کے انعقاد کرنے کی ضرورت ہے جس میں مختلف ممالک میں تیار کی جانے والی حلال غذا کے بارے کافی وافی معلومات پر رسائی مل سکے تاکہ حلال غذا کے بارے میں فتویٰ دینے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو سکے۔ اور اسی عنوان پر جو ایسے پروگرامز منعقد ہو چکے ہیں ان کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے جہاں اہل شوق رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ دیکھئے: موسوعۃ صناعۃ الحلال، ص 35 - 38

رہے ہیں کہ جن چیزوں کی حرمت واضح نہیں اور نہ وہ مشکوک ہیں وہ حلال ہیں۔ شریعت نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کے اصولوں کو امام غزالیؒ نے یوں مرتب کیا ہے[41]:

1- وہ اشیا جن کو نصوص شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے جیسے شراب، خنزیر، دم مسفوح، المنخنقۃ، الموقوذۃ، گھریلو گدھے۔
2- وہ اشیا جو منصوص علیہ حرام چیزوں کے معنیٰ میں ہوں جیسے نبیذ ہے جو کہ شراب کے معنیٰ میں ہے۔
3- کچلی والے دانت رکھنے والے درندے اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے۔
4- جن کے احرام اور غیر احرام کی حالت میں قتل کا حکم دیا گیا ہے جیسے کوا، چوہا اور سانپ وغیرہ
5- ہر وہ جانور جو خبیث ہے، جس سے سلیم الفطرت کو گِن آتی ہے۔ جیسے کچھوا، مینڈک وغیرہ
6- ایک قول کے مطابق جو سابقہ امتوں پر حرام تھے اگرچہ ان کی ہمارے اوپر حرمت کتاب و سنت میں مذکور نہیں ہے، جبکہ دوسرے قول کے مطابق عمومی دلائل کی بنیاد پر ان کو مباح کہا جائے گا۔
7- جو اصلاً تو حلال ہو لیکن اس میں نجاست خلط ملط ہو جائے تو وہ حرام ہے۔
8- جو اصل میں تو حلال ہو مگر طبعی موت مر جائے یا گلا گھونٹ کر مر جائے اور اسی طرح ہر وہ ذبیحہ جو غیر شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو۔
9- جن کے قتل کرنے سے منع کیا ہے اور وہ حلال بھی نہیں ہیں جیسے، ھدھد، چیونٹی، شہد کی مکھی وغیرہ۔

یہ وہ نصوص ہیں اور قواعد ہیں جن کے تحت حرام جانوروں اور حرام اشیا کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اشیا جو نہ حرام ہوں اور نہ مشکوک ہوں وہ اباحت اصلیہ کے تحت حلال ہیں۔ اسی لیے شارع کا فرمان ہے: " إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ،"[42] ( یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، اور ان دونوں کے مابین ایسی مشتبہات چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ چنانچہ جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور جس نے شبہات کا ارتکاب کیا وہ حرام میں واقع ہو گیا)۔ اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

" مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقبلُوا مِنَ اللهِ عَافِيَتَه" [43] (اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی ہے وہ معاف کر دیا گیا ہے)۔ یعنی جس کی حلت و حرمت کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے وہ حلال ہے اسے استعمال کر سکتے ہو۔

[41]-ابو حامد، محمد بن محمد غزالی، الوسیط فی المذہب، تحقیق: ابو عمر حسین بن عمر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص245-246
[42]-ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم نیشاپوری، **صحیح مسلم**، دار الجیل بیروت، حدیث نمبر: 4178
[43]-ابو بکر احمد بن عمرو بزار، تحقیق: محفوظ الرحمن، **مسند بزار**، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، طبع اول: 1988، حدیث نمبر: 4087

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز واضح حلال ہے وہ حلال ہے اور جو واضح حرام ہے وہ حرام ہے البتہ جو ان کے مابین مشکوک ہے (حرام کے زیادہ قریب ہے) اس سے بچنا لازم ہے اور جو مشکوک نہیں ہے اور اللہ نے ان کا حکم بیان کرنے سے خاموشی اختیار کی ہے وہ بھی حلال ہے۔

چنانچہ اس کے مطابق ہر وہ غذائی چیز جس کی حرمت اور مشکوک ہونے کے بارے میں واضح دلائل نہ ہوں اور سابقہ ضوابط کی روشنی میں اس کی تحقیق کر لی گئی ہو وہ حلال ہے اور اباحت اصلیہ سے متعلقہ اس ساری بحث کو مفتی کے لیے اس لیے جاننا لازمی ہے کہ اکثر بیشتر اشیا کی حلت اباحت اصلیہ کے تحت ہی ہے۔ لہذا اس ضابطے کی بھی پابندی ایک مفتی کے لیے لازمی اور ضروری ہے۔

## نتائج

سابقہ بحث سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1- عصر حاضر میں حلال فوڈ کی طلب میں خاطر خواہ اضافہ دیکھنے میں اضافہ آیا ہے۔ بین الاقوامی تجارت میں اس کا حجم ٹریلین ارب ڈالر کی حد عبور کر رہا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حلال فوڈ کی کس قدر اہمیت ہے۔

2- اس وقت مصوعی اشیا کا مارکیٹ میں طوفان آیا ہوا ہے جس میں قدرتی اشیا کو مصنوعی طریقے سے بنانے کے کامیاب تجربات سے گزر کر سہولیات اور مراعات میں خاطر خوا اضافہ ہو گیا ہے۔ خصوصا غیر مسلم ممالک اس مارکیٹ میں سر فہرست ہیں اور اکثر اسلامی ممالک میں حلال فوڈ کی ترسیل غیر اسلامی ممالک سے کی جارہی ہے جو ایک المیے سے کم نہیں ہے۔ چونکہ غیر اسلامی ممالک حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر منافع خوری میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور مناپلی قائم کرنے میں مقابلہ کر رہے ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے وہی چیزیں اسلامی ممالک میں ترسیل کی جاتی ہیں۔ اور حلال وحرام کے بارے میں مسائل پوچھنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

3- حلال فوڈ کی اصطلاح ایک وسیع مفہوم پر مشتمل اصطلاح ہے جس میں صرف کھانے پینے کی اشیا ہیں نہیں بلکہ کاسمیٹکس، ٹیکسٹائل اور دوائیاں بھی شامل ہیں چونکہ ایک عالم دین صرف اُصول شریعت سے واقف ہوتا ہے ان چیزوں کے اجزائے ترکیبی سے واقف نہیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ایک مفتی کے لیے ایسے مسائل میں فتویٰ دینا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر ان اجزائے ترکیبی کو جانے بغیر اور مقالہ میں بیان شدہ ضوابط جن میں حرمت کے اُسباب، شرعی مقاصد، قلیل حرام پر مشتمل اشیا کا حکم، چیزوں کے پراسس کا معائنہ کرنا، اضطراری صورتحال، وغیرہ ضوابط کو جانے بغیر دیا گیا فتویٰ حلت وحرمت میں غلطی کا سبب بن سکتا ہے اس لیے ایک مفتی کو حلال وحرام کے مسائل میں جامع مانع فتوی دینے کے لیے بیان شدہ ضوابط پر مہارت رکھنا ضروری ہے۔